تعارف وتبصرہ

مسلمان کیا کریں؟

از مولانا جمیل احمد نذیری (فاضل دیوبند)
مکتبہ صداقت، مبارک پور، اعظم گڑھ
صفحات ۱۳۲۔
قیمت سات روپے
سن اشاعت اگست ۱۹۸۲ء

مولانا جمیل احمد نذیری کی یہ مختصر کتاب صاف ستھری کتابت وطباعت کے ساتھ مکتبہ صداقت، مبارک پور سے پہلی بار شائع ہوئی ہے۔ کتاب میں، موجودہ ہندوستانی مسلمانوں کے اندر پائی جانے والی خامیوں کی نشاندہی کرکے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس روش کی تلقین کی گئی ہے جسے اپنا کر وہ دنیا وآخرت میں فوز وفلاح سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔ کتاب جس جذبے سے لکھی گئی ہے وہ قابل قدر ہے۔ زبان آسان اور رواں اور انداز دعوتی اور اصلاحی ہے۔ کاش کہ اس کے اندر انتہائی تکلیف دہ اور فاحش غلطیاں نہ ہوتیں تو پیش نظر مقصد کے لیے مفید ہو سکتی تھی۔

صفحہ ۱۲۶، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت وبہادری کے بیان میں حضرت انسؓ کی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہ "ایک بار مدینہ میں افواہ پھیلی کہ کافروں نے حملہ کردیا، ابھی لوگ پتہ لگانے کے لیے نکل ہی رہے تھے جب تک حضورؐ تنہا ابو طلحہؓ کے بغیر زین کے گھوڑے پر سوار ہو کر اور تلوار لے کر نکل کھڑے ہوئے،

پورے مدینہ کا چکر لگا آئے اور آکر سب کو اطمینان دلایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں، یہ محض افواہ تھی"۔ اس کے بعد اس روایت کے آخری ٹکڑے کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

"حضور کی اس دن کی بہادری کے متعلق حضرت انسؓ فرماتے ہیں

'لقد وجدتہ بحرا'

اس کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے

"میں نے حضورؐ کو بہادری میں سمندر کے مانند بے کنار پایا"۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمارے سامنے مشکوٰۃ المصابیح کا کتب خانہ رشیدیہ کا نسخہ ہے اس میں 'لقد وجدتہ بحرا' کے بالکل متصل بین السطور یہ تشریحی نوٹ درج ہے:

ای واسع الجری وکان بطئ الجری ۱۲ - یعنی انتہائی تیز رفتار جبکہ (اس سے قبل) وہ بہت ہی سست رفتار تھا۔ اس کے علاوہ اس متفق علیہ روایت پر حاشیہ ۱۱ کے تحت اسی صفحہ پر مرقاۃ کے حوالے سے درج ذیل وضاحت درج ہے۔

۱۱ قولہ لقد وجدتہ ای الفرس بحرا۔ الخ ای جوادا وسیع الجری قال النووی فیہ بیان ما اکرمہ اللہ تعالیٰ بہ من جلیل الصفات وفیہ معجزۃ انقلاب الفرس سریعا بعد ان کان بطیئا۔ الخ (کتاب الفتن باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم۔)

(میں نے اس کو یعنی گھوڑے کو سمندر (کی مانند رواں) پایا الخ یعنی بہت ہی عمدہ اور (روانی میں سمندر کے مانند) انتہائی صبا رفتار امام نووی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے اندر ان اعلیٰ اوصاف و خصوصیات کا بیان ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے (بطور خاص) آپ کو نوازا تھا۔ اسی طرح اس کے اندر اس معجزے کا بیان ہے کہ کس طرح (حضرت ابوطلحہؓ کا) گھوڑا جس کی سست روی ضرب المثل تھی (آپ کی برکت سے انتہائی تیز رفتار ہو گیا۔ الخ)

صفحہ ۱۲۴۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث

من شاب شیبۃ فی سبیل اللہ کانت لہ نورا یوم القیامۃ

لفظ 'اہلکہم' کی مزید تشریح ہے۔ پھر مصنف نے ذرا اس پر بھی غور کر لیا ہوتا کہ 'احتیاج' (ح، و ج) باب افتعال سے لازم ہے متعدی نہیں۔ یعنی حاجت مند اور ضرورت مند ہونا ۔ اسی کا اسم فاعل 'محتاج' ہے جس سے ایک عامی بھی واقف ہے۔ اس حدیث پر حوالہ مسلم ج ۲ ص ۴۸ کا ہے اسی صفحہ پر نیچے شرح نووی میں اس کی یہ وضاحت درج ہے: (قولہ فصبّحھم الجیش فاھلکھم واجتاحھم) ای استأصلھم یعنی انھیں بالکل نیست و نابود کر دیا۔ کیا مصنف نے طے کر لیا ہے کہ شروح و حواشی سے بالکل آنکھیں بند کر کے صرف متن حدیث کو سامنے رکھیں گے۔ اسی حدیث کے اس سے پہلے کے ٹکڑے 'فانطلقوا علیٰ مھلھم' کا ترجمہ کیا گیا ہے: "اور راتوں رات اپنی سواریوں پر سوار ہو کر نکل گئے"۔ جس سے شبہ ہوتا ہے کہ کہیں موصوف 'مہلہم' کو 'راحلتہم' تو نہیں سمجھ گئے ہیں؟ 'مہلہم' کا مطلب ہے وہ پورے سکون و اطمینان سے کسی خوف و گھبراہٹ کا شکار ہوئے بغیر نکل گئے، سواریوں پر سوار ہونے کا پابند بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ آدمی پیدل چل کر بھی تو اپنے کو خطرے سے باہر نکال سکتا ہے؟ اس حدیث پر حوالہ مسلم ۲/۲۴۸ کا دیا گیا ہے۔ اس کے متن میں یہ لفظ 'مُہلتہم' م کے ضمہ کے ساتھ 'فرُصت' کے وزن پر ہے۔ 'مَہلہم' م کے فتح کی بھی روایت ہے لیکن وہ مسلم کے متن میں نہیں۔ مشکوٰۃ کی روایت میں یہی لفظ ہے۔ کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ /۲۸۔ جس کے مغنی بین السطور یہ درج ہیں: 'بالھینۃ والسکون ۱۲' یعنی پورے سکون اور اطمینان خاطر سے۔

صفحہ ۱۲۴۔ حدیث پاک 'لغدوۃ فی سبیل اللہ او روحۃ خیر من الدنیا وما فیھا' کا ترجمہ: "اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں سے بہتر ہے" کیا گیا ہے جس سے شبہ ہوتا ہے کہ مصنف 'غدوۃ' اور 'روحۃ' کو 'صباح' اور 'مساء' کے معنی میں اسم سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ اسم نہیں اسم مصدر ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح میں یہ متفق علیہ حدیث صفحہ ۳۲۹ کتاب الجہاد فصل اول میں ہے۔ جس کے بین السطور ان دو الفاظ کی بالترتیب یہ تشریح درج ہے: غدوۃ: ای ذھاب فی النصف الاول

کا ترجمہ کرتے ہیں: "جس نے اپنی جوانی اللہ کی راہ میں گزاری وہ قیامت کے دن اس شخص کے لیے نور بنے گی۔" تعجب ہے کہ کس قدر آسانی سے بڑھاپے کو جوانی میں تبدیل کردیا گیا ہے۔ اگر 'شابَّ' کو ب کی تشدید کے ساتھ باب مفاعلۃ سے ماضی مطلق مان لیا جائے جب بھی آگے شیبۃ پر نگاہ رکنی ضروری تھی۔ 'شاب' کا مادہ 'ش، ب، ب' نہیں، 'ش، ی، ب' کے ہیں جس کے معنی بوڑھا ہونا عربی زبان کا ایک مبتدی بھی جانتا ہے۔ شاب۔ شَیْباً و شَیْبَۃً ومشیباً: ابیض شعرہ فہو اشیب وشائب وہی شائبۃ (منجد) کتابت کی غلطی سے 'ماشاب' چھپ گیا ہے جبکہ متن 'من شاب' ہے۔ اسی طرح حوالہ ترمذی ج ۲ ص ۱۹ یہ بھی کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ یہ حدیث ج ۱ ص ۱۹۷ کی ہے۔ (ابواب فضائل الجہاد، باب ماجاء من شاب شیبۃ فی سبیل اللہ) ہمارے پیش نظر ترمذی کا نسخہ مطبوعہ رشیدیہ ہے۔ اس میں 'من شاب' پر یہ حاشیہ درج ہے۔ ومعناہ من مارس المجاھد ۃ حتی یشیب طاقۃ من شعرہ فلہ مالا یوصف من الثواب الخ (اس کا مطلب ہے کہ جس نے راہ خدا میں جہاد کو اپنا وظیفۂ حیات بنایا یہاں تک کہ اس کے بالوں کا کوئی حصہ سفید ہوگیا تو (حق تعالیٰ کے ہاں) اس کے لیے وہ اجر وثواب ہے جسے (لفظوں میں) نہیں بیان کیا جا سکتا) حیرت ہے کہ مصنف نے اس مختصر حاشیہ کو بھی دیکھنے کی زحمت نہ کی اور ترجمہ کر ڈالا۔

صفحہ ۷۶۰ مشہور حدیث نبوی 'انما مثلی ومثل ما بعثنی اللہ بہ الخ' کے ٹکڑے 'فصبحھم الجیش فاھلکھم واجتاحھم' کو موصوف نے 'احتاجھم' لکھا ہے۔ یہ کتابت کی غلطی نہیں ہے اس لیے کہ اس کا ترجمہ بھی یہی کیا گیا ہے: "لہٰذا صبح سویرے لشکر نے ان پر حملہ کردیا، انھیں ہلاک کردیا اور محتاج بنا دیا۔" الخ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وہ ارشاد گرامی ہے جو حدیث کے مبتدیوں کے بھی نوک زبان ہوتا ہے۔ یہ 'احتاجہم' مادہ ح، و، ج سے باب افتعال کا ماضی مطلق نہیں جس کا اسم فاعل 'محتاج' ہوتا ہے۔ بلکہ ج، و، ح مادہ سے باب افتعال کا ماضی مطلق ہے۔ جس کے معنی جڑ پیڑ سے اکھاڑ دینے اور نیست ونابود کردینے کے ہیں۔ یہ گویا حدیث پاک کے اس سے پہلے کے

من النہار ۱۲۔ ر وحت: ای ذھاب فی النصف الاخیر من النہار
صفحہ ۵۰، ۵۱ پر سیاست میں غیر معمولی دلچسپی کے عنوان کے تحت عوام کو مشورہ دیا گیا ہے کہ سیاسی مسائل میں بحث وتکرار اور ان میں دلچسپی نہ لے کر یہ کام انھیں اپنے سیاسی رہنماؤں اور قائدین کے سپرد کر دینا چاہیے، لیکن یہ مشورہ صفحہ ۳۰، ۳۲ کے مضمون 'خوش خیالی کی دنیا میں مگن رہنا' سے غیر ہم آہنگ ہے۔ جس میں مسلمانوں کی تقریباً سبھی جماعتوں کو ساقط الاعتبار قرار دیا گیا ہے۔ صفحہ ۸۱ پر مسلمانوں کا آپسی تعلق کے ذیل میں جو بات کہی گئی ہے وہ صفحہ ۳۴ 'مسلمان مسلمان کا دشمن' کے تحت مختصراً آگئی ہے۔ اگر تفصیل مقصود تھی تو تکرار سے بچنے کے لیے ۳۴ کے مضمون کو حذف کر دینا چاہیے تھا۔ صفحہ ۱۰۵ 'مسلمانوں کا اصل مسئلہ کیا ہے' یہ مضمون بالکل زائد ہے اس لیے کہ صفحہ ۴۶ 'معاش کو اصل مسئلہ سمجھنا' اس عنوان کے تحت اس کا مناسب ذکر ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ اول الذکر مضمون پر فٹ نوٹ میں تفصیل کے طالبین کے لیے اپنی ایک دوسری کتاب کے حوالے کے ساتھ یہ وضاحت کہ: یہ مضمون بھی اسی کتاب کے مختلف مقامات سے اخذ کیا گیا ہے۔ کس قدر گراں گزرتا ہے۔ صفحہ ۱۲۳، شعر کا ترجمہ چست نہیں ہے۔ صفحہ ۱۲۴ شعر میں 'ان الجبن حزم' خرم چھپ گیا ہے۔ دوسرے مصرعہ: وتلك خديعة الطبع اللئم کا ترجمہ 'حالانکہ یہ کمینہ لوگوں کا ہتھیار ہے'۔ درست نہیں ہے۔ خدیعہ کے معنی مکر و فریب کے ہیں۔ ہتھیار کہاں سے آگیا۔ صحیح ترجمہ ہوگا۔ (حالانکہ یہ کمینہ اور پست طبیعت لوگوں کا بالکل دھوکہ ہے) صفحہ ۴۸ پر حدیث شریف کے الفاظ 'نکفی المؤنۃ' میں مونتہ کے بجائے 'نکفی المومنتہ' چھپ گیا ہے۔

مناسب ہوگا کہ مصنف اس کتاب کی بقیہ کا بیان روک کر اس پر پوری طرح خاص طور پر آیات واحادیث کے ترجموں پر نظر ثانی کر کے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کرائیں۔

(سلطان احمد اصلاحی)